وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط

القرآن

فیا طالب العرفان خذ ذیل شرعه ❁ ودع کل متبوع بهذا المقتدی

پس اے معرفت کے طالب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کا دامن پکڑ لے۔ اور اس پیشوا کے بعد کُل پیشواؤں کو چھوڑ دے۔ (المسیح الموعودؑ)

شانِ محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام زمان مسیح موعود علیہ السلام

ناشر

افسر شعبہ دعوت و ارشاد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (پاکستان)

بار دوم

تعداد دو ہزار

نوائے وقت پریس لاہور

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا حضرت مرزا صاحب قادیانی المسیح الموعود والمہدی المعہود

پر ایک کھلے کھلے بے بنیاد بہتان اور گمراہ کن پراپیگنڈا کی اصلیت

ایک گمراہ کن پراپیگنڈا :- یوں تو حضرت مسیح موعودؑ پر مخالفین کی طرف سے متعدد بہتان باندھے گئے ہیں لیکن ان میں سے ایک نہایت ہی گھناؤنا بہتان ہے جو حضورؑ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور جسے حضورؑ سے عوام کو بدظن کرنے کے لئے خاص شہرت دی گئی ہے وہ بہتان یہ ہے کہ حضورؑ نے نعوذ باللہ اپنے مقام کو حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بڑھ کر بتلایا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اس بہتان کو بے بنیاد ثابت کرنے کے لئے میں انصاف پسند قارئین کرام کو حضورؑ کے مندرجہ ذیل اقوال کی طرف توجہ دلاتا ہوں جن پر غور کی نگاہ ڈالتے ہوئے اور انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے ہوئے قارئین کرام یقین کر لیں گے کہ مخالفین کا مندرجہ بالا قول محض بہتان کی ہی حیثیت رکھتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے صریح الفاظ میں نہ صرف منع فرمایا ہوا ہے بلکہ ایسے افعال کے مرتکبین کے لئے سخت وعید بھی نازل فرمائی ہوئی ہے سورۃ الاحزاب ع

میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین یوذون المومنین والمومنت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و اثما مبینا اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی طرف ایسی باتیں منسوب کر کے اُنہیں اپنی ایذارسانی کا شکار بناتے ہیں جو ان کی طرف سے سرزد نہیں ہوئیں یقیناً انہوں نے بہتان کا اور کھلے کھلے گناہ کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا لیا ہے اب یہ کس قدر خطرناک وعید ہے جس کو سن کر مؤمن کا تو دل غم اور صدمہ سے بیٹھ جانا چاہئے کہ کہیں ہم اپنی اس حرکت کے نتیجہ میں خدا کے غضب کا نشانہ نہ بن جائیں اس کھلے کھلے بہتان اور کھلے کھلے گناہ کا قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دیں گے اگر ہم سے خدا سوال کرے گا کہ اس شخص کے متعلق تم نے کس طرح کہہ دیا کہ وہ اپنے مقام کو حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بڑھ کر بتلاتا ہے جو یہ کہتا ہے۔ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی اللہ تعالےٰ کے بعد میں محمد صلعم کے عشق میں مخمور ہوں خدا کی قسم اگر یہ کفر ہے تو میں فی الحقیقت سخت کافر ہوں پھر اس شخص کو تم اپنے اس الزام کا مورد گردانے کی کس طرح جرأت کرتے رہے ہو جو یہ کہتا ہے۔ ؎

جانم فدا شود برہ دین مصطفےٰ این است کام دل اگر آید میسرم

محمد مصطفیٰ صلعم کے دین کی راہ میں میری جان فدا ہو جائے۔ یہی میرے دل کی مراد ہے اگر میسر آ جائے۔ درثمین فارسی صـ۲۲۵

پھر کس طرح تم اس شخص پر اس الزام تراشی کی جسارت کرتے رہے ہو جو یہ کہتا ہے۔ ع

گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال چوں دل احمد نمی بینم دگر عرش عظیم

اگرچہ کوئی شخص مجھے اس کہنے پر الحاد و ضلال کی طرف منسوب کرے کہ احمد صلعم کے دل

کی مانند میں کوئی عرش عظیم نہیں دیکھتا پھر جو یہ کہتا ہے۔ ع

دررہ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود   ایں تمنا ایں دعا ایں دردلم عزم صمیم

محمد صلعم کے عشق کی راہ میں میرا یہ سر اور میری یہ جان قربان ہو جائے یہی میری تمنا ہے اور یہی میری دعا ہے اور یہی میرے دل میں پختہ عزم ہے ص۲۱۶

پھر اس شخص کو مورد الزام ٹھہرانے کی دلبری   کس بنا پر کرتے رہے ہو جو آنحضور صلعم کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار میں نغمہ سرا رہا ہے۔

(۱) عجب نوریست درجان محمدؐ   عجب لعلیست در کان محمدؐ

(۲) زظلمتہا دلے آنکہ شود صاف   کہ گردد از محبان محمد (صلعم)

(۳) ندانم ہیچ نفسے در دو عالم   کہ دارد شوکت و شان محمدؐ

(۴) اگر خواہی دلیلے عاشقش باش   محمدؐ ہست برہان محمد (صلعم)

(۵) سرے دارم فدائے خاک احمدؐ   دلم ہر وقت قربان محمدؐ

(۶) دریں راہ گر کشندم وربسوزند   نتابم رو ز ایوان محمدؐ

(۷) فدا شد در رہش ہر ذرہ من   کہ دیدم حسن پنہان محمدؐ

(۸) دگر استاد را نامے ندانم   کہ خواندم در دبستان محمدؐ

(۹) بدیگر دلبرے کارے ندارم   کہ ہستم کشتہ آن محمدؐ

(۱۰) تو جان ما منور کردی زعشق   فدایت جانم اے جان محمدؐ

(۱۱) دریغا گر دہم صد جان دریں راہ   نباشد نیز شایان محمدؐ

(۱۲) رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم   بجو در آل و ایوان محمدؐ

(۱۳) الا اے منکر از شان محمدؐ   ہم از نور نمایان محمدؐ

(۱۴) کرامت گرچہ بے نام نشان است ‏ بیا بنگر ز غلمان محمد

غور کیجئے مزید کیا فرما رہے ہیں صہ ۲۱۴

(۱۵) شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم ‏ جوہر انسان کہ بود ان مضمرے

(۱۶) ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ‏ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

مزید دیکھئے کیا فرماتے ہیں صہ ۲۰۳

(۱۷) آنکہ او را ظلمتے گیرد براہ ‏ بینمتش چوں روئے احمد مہر و ماہ

(۱۸) تابعش بحر معانی مے شود ‏ از زمینی آسمانی مے شود

(۱۹) ہر کہ در راہ محمد زد قدم ‏ انبیاء را شد مثیل آں محترم صہ ۱۴۹

(۲۰) مصطفےٰ مہر درخشاں خداست ‏ بر عدوش لعنت ارض و سماست

(۲۱) جان کنی صد کن بکین مصطفےٰ ‏ رہ نہ بینی جز بدین مصطفےٰ

(۲۲) تا نہ نور احمد آید چارہ گر ‏ کس نمے گیرد ز تاریکی بدر صہ ۱۳۷

ترجمہ :- (۱) حضرت نبی کریم صلعم کی جان میں عجب نور ہے۔ محمد صلعم کی کان میں عجب لعل ہے۔

(۲) جو شخص محمد صلعم کے محبوں میں اپنے آپ کو داخل کر لیتا ہے۔ اس کا دل تمام تاریکیوں سے صاف ہو جاتا ہے۔

(۳) میں دونوں جہانوں میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو محمد صلعم کی شان و شوکت رکھتا ہو۔

(۴) اگر تو حضرت محمد صلعم کی صداقت پر دلیل کا خواہاں ہے تو آنحضور صلعم کا عاشق ہو جا محمد صلعم اپنی دلیل آپ ہی ہیں۔

(۵) میں اپنا سر محمد صلعم کی خاک پر فدا کرتا ہوں۔ میرا دل ہر وقت محمد صلعم پر قربان ہے

(۶) میں اس راہ میں اگر کشتہ بھی کیا جاؤں یا جلا بھی دیا جاؤں تب بھی میں محمد صلعم کے ایوان سے اپنا منہ نہیں اٹھاؤں گا۔

(۷) میرا ہر ذرہ محمد صلعم کی راہ میں فدا ہے۔ کیونکہ میں نے محمد صلعم کے پوشیدہ حسن کو دیکھ لیا ہے۔

(۸) میں کسی دوسرے استاد کا نام نہیں جانتا میں نے تو صرف محمد صلعم کے مدرسہ سے ہی علوم حاصل کئے ہیں (کیونکہ قرآن شریف میں حضرت نبی کریم صلعم کی شان یعلمھم الکتاب والحکمۃ بیان ہوئی ہے اور پھر حضورؐ کا اپنا الہام بھی ہے۔ تبارک من علّم وتعلّم۔ تأمل)

(۹) مجھے کسی اور دلبر سے سروکار نہیں۔ میں تو صرف محمدؐ صلعم کی آن کا کشتہ ہوں۔

(۱۰) اے محمد صلعم آپ نے ہماری جان کو اپنے عشق سے منور کر دیا ہے۔ اے محمدؐ صلعم کی جان میری جان آپ پر فدا ہو۔

(۱۱) اگر میں سو جان بھی اس راہ میں دے دوں تو بھی محمد صلعم کی شان کے لائق نہیں ہوگا۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ کی راہ کو جن لوگوں نے گم کر دیا ہے۔ انہیں چاہئے کہ اس راہ کو محمد صلعم کے آل واعوان میں تلاش کریں۔

(۱۳) اے محمد صلعم کی شان کے منکر اور محمد صلعم کے نمایاں نور کے منکر

(۱۴) کرامت کا اگرچہ اس زمانہ میں نام ونشان نہیں۔ لیکن تو آ اور محمد صلعم کے غلاموں سے کرامت دیکھ کیا وہ شخص جو مندرجہ بالا رنگ میں حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت

شان میں نغمہ سرائی کر رہا ہو۔ اس سے برابری یا بڑھ کر ہونے کے دعویٰ کا امکان بھی تصوّر میں آسکتا ہے میں اہل دانش لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدا را غور کریں کہ ایسے شخص کی طرف اس قسم کا الزام منسوب کرنا کیا ظلم عظیم نہیں۔ پھر دیکھئے کہ حضورؑ اس بارے میں مزید کیا فرماتے ہیں۔

(۱۵) وہ جوہر انسان جو پوشیدہ چلا آ رہا تھا آنحضرت صلعم کے وجود پاک میں مکمل طور پر نمایاں ہو کر سامنے آ گیا۔

(۱۶) آپ کے نفس پاک پر ہر کمال ختم ہو گیا۔ یقیناً آنحضور صلعم کی آمد سے ہر پیغمبر ختم ہو گیا (کیونکہ ان کی فیض رسانی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ ناقل)

(۱۷) اس شخص کے لئے جس کو راستہ میں تاریکیوں نے گھیر لیا ہے۔ احمد صلعم کے چہرہ مبارک کی مانند اس کے لئے کوئی چاند سورج نہیں۔

(۱۸) آپ کا منبع معانی کا سمندر بن جاتا ہے۔ زمینی سے آسمانی ہو جاتا ہے۔

(۱۹) جس شخص نے محمد صلعم کی راہ میں قدم رکھا وہ قابل احترام شخص انبیاء کا مثیل بن گیا۔

(۲۰) محمد مصطفیٰ صلعم خدا تعالیٰ کا چمکتا ہوا سورج ہے۔ اس کے دشمن پر آسمان اور زمین کی لعنت ہو۔

(۲۱) محمد مصطفیٰ صلعم کے خلاف دل میں بغض و کینہ رکھ کر تو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہزار جان سے بھی کوشاں رہے تو اسے حاصل نہیں کر سکے گا۔ یاد رکھ خدا کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے مصطفےٰ صلعم کے دین کے سوا اور کہیں راہ تو نہیں پائے گا۔

(۲۲) کوئی شخص بھی تاریکی سے نکلنے کی راہ نہیں پائے گا جب تک اس کے لئے احمد صلعم کا نور چارہ گر نہیں ہو گا۔

قارئین کرام خود ہی غور کرلیں کہ وہ لوگ جو حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت شان کے بارے میں ان اشعار میں نغمہ سرائی کرنے والے شخص کی طرف برابری یا بڑھ کر ہونے کا دعویٰ منسوب کرتے ہیں وہ کہاں تک انصاف سے کام لے رہے ہیں۔

ذیل میں حضورؑ کے چند اردو اشعار بھی نقل کئے جاتے ہیں جو حضرت نبی کریم صلعم کی ذات گرامی کے متعلق حضورؑ کی قلبی کیفیت کے مظہر ہیں۔

۱۔ ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے	کوئی دین دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
۲۔ کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے	یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
۳۔ جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں	ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
۴۔ مصطفیٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت	اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
۵۔ ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جاں کو مدام	دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
۶۔ اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں	لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
۷۔ موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم	جب سے عشق اس کا تہ دل میں بٹھایا ہم نے
۸۔ شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے	تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
۹۔ چھو کے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات	لاجرم در پہ تیرے سر کو جھکایا ہم نے
۱۰۔ دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی	آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
۱۱۔ دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا	نور سے تیرے شیاطین کو جلایا ہم نے
۱۲۔ ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل	تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
۱۳۔ آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام	مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

ذیل میں چند مزید اشعار بھی ملاحظہ فرمائیں۔

١۔ وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
٢۔ سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
٣۔ پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے — اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
۴۔ پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے — میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
۵۔ پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے — دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
٦۔ وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی — دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
٧۔ وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے — وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
٨۔ حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے — جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
٩۔ آنکھ اس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے — ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے
١٠۔ جو راز دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے — دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے
١١۔ وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ — باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
١٢۔ سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا — وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
١٣۔ ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے — پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

اردو درثمین ص۷۷

یہ چند اشعار میں نے بطور نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کئے ہیں انصاف پسند قارئین کرام از خود ان سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس وضاحت سے حضورؑ نے آنحضرت صلعم کی برتری کا ان اشعار میں اظہار فرمایا ہے اور آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں اپنے مقام کو کس قدر کم تر بتلایا ہے اور ہر امر میں اپنے آپ کو آنحضور صلعم کا ہی محتاج قرار دیا ہے اور جو روشنی حضورؑ کو

حاصل ہوئی ہے وہ حضرت نبی کریم صلعم کے نور سے ہی مستعار بتلائی ہے آخر میں حضورؑ کا ایک شعر نقل کیا جاتا ہے جو نہایت صفائی سے آنحضرت صلعم اور حضورؑ کے مقام کی وضاحت کر دیتا ہے فرماتے ہیں ؎

"اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہُوا ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے"

قارئین کرام غور اور انصاف کی نظر اس مندرجہ بالا شعر پر ڈالیں اور اس عدل کے ساتھ فیصلہ دیں جس عدل کے ساتھ فیصلہ دینے کا ارشاد خداوندی ہے کہ اس قول کے قائل "وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے" کی طرف یہ منسوب کرنا کہ یہ اپنے مقام کو حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بڑھ کر بیان کرتا ہے کیا صریح ظلم نہیں اور کیا ایسا کہنا اس قول کے قائل پر بہتان عظیم نہیں اول تو مومن کے دل میں کسی کی بھی دشمنی کا جذبہ نہیں ہونا چاہئے لیکن اگر بفرض محال یہ مان بھی لیں کہ بعض حضرات کے دل میں دشمنی کے جذبات موجزن رہتے ہیں تب بھی اس بارے میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد یہی ہے یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنأن قوم ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ ۔ یعنی اے مومنو! محض خدا کے لئے حق اور انصاف کو قائم کرنے والے بن جاؤ اور کسی کے متعلق گواہی دینی ہو تو انصاف سے دو یعنی کسی قوم کی دشمنی تم کو عدل کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دینے پر آمادہ نہ کرے ہر امر میں عدل سے کام لو عدل سے کام لینا ہی تقویٰ اللہ کے زیادہ قریب ہے ۔

اب قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں کہ حضورؑ کی طرف ایسے بے بنیاد الزام کو منسوب کرنے وقت اس ارشاد خداوندی کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا عدل سے کام لیا گیا ہے ۔

اشعار کے بعد حضورؑ کی نثر سے بھی میں چند اقتباسات پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے اس موضوع پر قارئین کرام کو مزید روشنی ملے گی لیکن اس سے قبل میں چاہتا ہوں کہ حضورؑ کے چند الہامات پیش کر دوں تا قارئین کرام پر واضح ہو جائے کہ حضورؑ کے لئے ناممکن تھا ۔ کہ

حضورؑ اپنے مقام کو حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بڑھ کر بتلائیں کیونکہ مخالفین خواہ حضورؑ کے الہاموں کو خدا کی طرف سے سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر خود حضورؑ تو ان کو یقینی طور پر خدا کی طرف سے ہی سمجھتے ہیں اور ان میں بیان کردہ ہدایات پر عمل کرنا اور ان کے مطابق عقائد رکھنا اپنے اوپر واجب یقین کرتے ہیں پس اگر حضورؑ کے الہامات میں حضرت نبی کریم صلعم کے مقام کو بلند ترین اور اس کے مقابلہ میں حضورؑ کے اپنے مقام کو کم تر بیان کیا گیا ہو تو یہ ناممکن ہے کہ حضورؑ اپنے الہامات کو نظر انداز کر کے اپنے مقام کو حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بڑھ کر ظاہر کریں چنانچہ ذیل میں حضورؑ نے جو الہام الٰہی کی بناء پر حضرت نبی کریم صلعم کے مقام کے مقابلہ میں اپنا مقام بتلایا ہے اسے غور سے ملاحظہ فرمائیں حضورؑ اپنی کتاب توضیح مرام صـ۲۳ پر اپنا اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "لیکن اگر اس جگہ یہ استفسار ہو کہ اگر یہ درجہ اس عاجز اور مسیح کے لئے مسلّم ہے تو پھر جناب سیدنا و مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کون سا درجہ باقی ہے سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا ہی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔" پھر صـ۲۶ پر آنحضرت صلعم کے مقام کی بلندی اور اس کی عظمت شان کے متعلق تفصیل سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "یہ بلندی مقام دنیا میں صرف ایک ہی انسان کو عطا کی گئی ہے جس کا نام ہے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم" جس کے معنی یہ ہیں نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالات تامہ کا مظہر جیسا کہ فطرت کی رو سے اس نبی کا اعلیٰ و ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔"

قارئین کرام ان الفاظ پر غور اور انصاف کی نظر ڈالیں جن کے نیچے خط کھینچ دیا گیا ہے۔ اور دیکھیں کہ اس شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ اپنا مقام حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بڑھ کر بتلاتا ہے اس سے بھی بڑھ کر آپ ص۲۳ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں "میں نے جو اس جگہ تین مراتب قرب اور محبت کے لکھ کر تیسرے مرتبہ کو جو بزرگ ترین مراتب ہے آنحضرت صلعم کے لئے ثابت کیا ہے یہ میری طرف سے ایک اجتہادی خیال نہیں بلکہ الہامی طور پر خدا تعالےٰ نے مجھ پر کھول دیا ہے" غور فرمائیں کہ کیا ایسا شخص اپنے الہام کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور اس کی مخالفت کرتے ہوئے اپنا مقام حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بڑھ کر بتلانے کی جرأت کر سکتا ہے۔

حضورؑ نے حضرت نبی کریم صلعم کے مقام کے مقابلہ میں اپنے مقام کی جو حیثیت اس شعر

ع اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں ۔۔۔ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

میں بیان کی ہے اس کی مزید تائید حضورؑ کی مندرجہ ذیل تحریروں سے بھی ہوتی ہے فرماتے ہیں۔

(۱) میں اس وقت اس شان کو کسی فخر کے لئے پیش نہیں کرتا کیونکہ فخر کرنا میرا کام نہیں ہے میں اُس دھوپ کی طرح ہوں جو آفتاب سے نیچے گرتی اور پھر آفتاب کی طرف کھینچی جاتی ہے بلکہ اس لئے پیش کرتا ہوں کہ ایک دنیا بدظنی سے تباہ ہوتی جاتی ہے۔ ایام الصلح ص۱۴۰

کیا حضورؑ کے مندرجہ بالا الفاظ بالکل حضورؑ کے اس شعر کی تصدیق نہیں کر رہے ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں ۔۔۔ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

کیا یہ الفاظ کھلے کھلے طریق سے اس امر کی نشاندہی نہیں کر رہے ہے کہ حضورؑ کا دل حضرت نبی کریم صلعم کے نور سے ہی منور ہے اگر حضورؑ آنحضرت صلعم کی راہ سے ایک انچ بھی ہٹ جائیں تو تاریکی میں چلے جائیں۔

(۲) "پس میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے۔ (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے۔ اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ہم کیا چیز ہیں۔ اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اُس کے نور سے ملی ہے۔ اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے۔ اور اُسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ حقیقت الوحی ص۱۱۵، ۱۱۶ اس ساری عبارت کو انصاف پسند قارئین کرام غور سے پڑھیں خصوصاً آخری فقرہ " اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں" کیا ایسا شخص برابری یا بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے جو منور رہنے کے لئے آنحضرت صلعم کے

نور کا ہر وقت اپنے آپ کو محتاج بتلاتا ہے۔

پھر اپنی کتاب لجۃ النور ص۳۴ پر اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلعم کا ظل قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں "ان الظل لیس بشئ بل یتراای بلباسہ الاصل وتجلی ھویۃ الاصل فی مرأۃ الظل کما لا یخفی علے الرشید" کہ ظل اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لباس میں اصل ظاہر ہو رہا ہوتا ہے اور اصل کی ماہیت اور حقیقت ظل کے آئینہ میں نمایاں ہو رہی ہوتی ہے جیسا کہ کسی صاحب رشد پر مخفی نہیں۔

اب ہر انصاف پسند غور فرمائے کہ جو شخص حضرت نبی کریم صلعم کے مقابل اپنے آپ کو لاشئ قرار دے رہا ہو کیا وہ آنحضور صلعم کے مقام کے مقابلہ میں اپنے مقام کو بڑھ کر کہہ سکتا ہے۔

پھر ایام الصلح ص۵ پر فرماتے ہیں "اصل تو یہ ہے۔ کہ خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کا فیض ایک مظہر پیدا کر کے اپنی گواہی آپ دلاتا ہے۔ اور ولی کو مفت کا نام حاصل ہوتا ہے۔ سو در حقیقت ولی جو مصدق ہے۔ وہ آپ سے زینت پاتا ہے۔ آپ اوس سے زینت نہیں پاتے ولللہ در القائل ہمہ خوبانِ عالم را بہ زیور ہا بیارایند

تو سیمیں تن چناں خوبی کہ زیور ہا بیارائی۔

اسی قسم کی عبارتوں سے تو حضورؑ کی کتب لبریز ہیں محض نمونہ کے طور پر مندرجہ بالا چند عبارتیں پیش کی گئی ہیں۔

اب ذیل میں حضورؑ کے وہ چند الہامات درج کئے جاتے ہیں جو حضرت نبی کریم صلعم کی شان اور آنحضور صلعم کے حقیقی مقام کو بھی واضح کرتے ہیں اور ساتھ اس کے مقابلہ میں حضورؑ کے مقام کی بھی تعیین کر رہے ہیں۔

الہامات کے حوالے کتاب تذکرہ سے دیئے گئے ہیں جو حضورؑ کے الہامات و کشوف و خوابوں کا مجموعہ ہے

پہلا الہام :- کل برکۃ من محمد صلعم فتبارک من علّم و تعلّم صـ۲۳ کیا اپنے اس الہام کی بناء پر ہر برکۃ کو حضرت نبی کریم صلعم کی طرف منسوب کرنے والا اور آنحضرت صلعم کی صفت یعلمھم الکتاب والحکمۃ کے ماتحت آنحضرت صلعم سے ہی روحانی طور پر علم حاصل کرنے والا شخص اپنے آپ کو آنحضرت صلعم سے بڑھ کر تو کجا کیا آنحضور صلعم کے ساتھ برابری کا دم بھی مار سکتا ہے حضرت نبی کریم کی تعلیم کا فریضہ صرف صحابہ کرام رض تک محدود نہ تھا بلکہ آخرین تک اس کا دامن پھیلا ہوا تھا اس لئے امتہ میں ہر کامل آنحضور صلعم کا ہی پروردہ یافتہ ہوتا ہے اور اسی کا اظہار امت کے کاملین کرتے چلے آرہے ہیں۔

دوسرا الہام :- الہام کے ذریعہ حضورؑ کو حکم دیا جاتا ہے۔ صَلِّ علی محمد و آل محمد الصلوٰۃ (المراد) یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلعم اور آپ کی آل پر درود بھیج کیونکہ یہ درود ہی آپ کی روحانی تربیت کرنے کا ذریعہ ہے کیا ایسا شخص اپنے اس الہام کی بناء پر آپنے آپ کو کم تر سمجھے گا یا بڑھ کر صنہ ۵۔

تیسرا الہام :- نفخت فیک من لدنی روح الصدق اس الہام کی تشریح میں فرماتے ہیں "اور یہ نفخ روح حقیقی طور پر انبیاء علیہم السلام سے خاص ہے اور پھر بطور تبعیت اور وراثت بعض افراد خاصہ امت محمدیہؐ کو یہ نعمت عطا کی جاتی ہے"۔

چوتھا الہام :- پھر درود بھیجنے کا دوبارہ حکم ہوتا ہے صلِّ علے محمدؐ و آل محمدؐ سید ولد آدم و خاتم النبیین از صـ۵ تا صـ۶ و صـ۲۳۴ فرماتے ہیں "سو درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم" فرماتے ہیں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کے (یعنی حضرت نبی کریم صلعم کے) طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا

ہیں جو آل رسول ؐ پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سر ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہی طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے" پھر فرماتے ہیں "یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو یہ محمد ہے صلعم"۔

پانچواں الہام :- الخیر کلہ فی القرآن لا یمسہ الا المطھرون تمام خیر اور بھلائی قرآن میں ہے بجز اس کے اور کسی جگہ سے بھلائی نہیں مل سکتی اور قرآنی حقائق صرف انہی لوگوں پر کھلتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف اور پاک کرتا ہے ص۹۰ تا ص۹۱

چھٹا الہام :- تیسری دفعہ درود بھیجنے کا حکم ہوتا ہے اللھم صل علی محمد و آل محمد ص۹۶

پھر چوتھی دفعہ یہی الہام ہوتا ہے صَلِّ علی محمد ص۱۰۱

ساتواں الہام :- بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے

محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد پاک محمد ؐ

مصطفیٰ نبیوں کا سردار روشن شد نشانہائے من بڑا مبارک وہ دن ہوگا ص۲۴۲

اپنی فضیلت کے بارے میں الہامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اس جگہ جاننا چاہئے کہ یہ تفضیل طفیلی اور جزوی ہے یعنی جو شخص حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر متابعت کرتا ہے اس کا مرتبہ خدا کے نزدیک اس کے تمام ہمعصروں سے برتر و اعلیٰ ہے پس حقیقی اور کلی طور پر تمام فضیلتیں حضرت خاتم الانبیاء کے لئے جناب احدیت کی طرف سے ثابت ہیں اور دوسرے تمام لوگ آپ کی متابعت اور آپ کی محبت کے طفیل سے علیٰ قدر متابعت و محبت مراتب پاتے ہیں۔ فما اعظم شان کمالہ اللھم صل علیہ و آلہ ص۹۹

آٹھواں الہام :- محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ [illegible]

نواں الہام :- اوحی الیّ ان الدین ھو الاسلام وانّ الرسول ھو المصطفیٰ السید الامام رسول امی امین فکما ان ربنا احد یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہ ولا شریک معہ وانہ خاتم النبیین صفحہ ۲۵۹ اس الہام میں حضرت نبی کریم صلعم کو تنہا مطاع قرار دیا گیا ہے آنحضور صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کی نفی کی گئی ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ آنحضور صلعم کے ساتھ نبوت میں کوئی شریک نہیں یقیناً آنحضور صلعم ہی خاتم النبیین ہیں۔

دسواں الہام :- انت تربی فی حجر النبی یعنی روحانی طور پر تو حضرت نبی کریم صلعم کی کنار عاطفت میں پرورش پا رہا ہے صفحہ ۶۹-۳۶۸

گیارھواں الہام :- برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے صفحہ ۶۶۸

بارھواں الہام :- انی معک یا ابن رسول اللہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول یعنی محمد صلعم کے بیٹے میں تیرے ساتھ ہوں بیٹا ہو کر برابری یا بڑھ کر ہوتے کا کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں۔

یہ میں نے صرف بارہ ۱۲ الہامات لکھے ہیں ورنہ الہامات تو بہت زیادہ ہیں طوالت کے خوف سے ان کو فی الحال ترک کر دیا گیا ہے پھر کسی مناسب وقت پر ان کا بھی ذکر کر دیا جائے گا اب ذیل میں حضورؑ کی بعض تحریرات پیش کی جاتی ہیں۔

آنحضرت صلعم کا یکتا بلند مقام جہاں تک رسائی ناممکن ہے :-

لیکن اگر اس جگہ یہ استفسار ہو کہ اگر یہ درجہ اس عاجز اور مسیح کے لئے مسلم ہے تو پھر جناب سیدنا و مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کونسا درجہ باقی ہے۔ سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اُسی ذات کامل

الصفات پر ختم ہو گیا ہے۔ جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔

مراتب قرب کے درجے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجۂ عالیہ کی شناخت

پہلا درجہ کے لئے اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنے روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں۔ سب سے ادنیٰ درجہ جو در حقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتش محبتِ الٰہی لوح قلب انسانی کو گرم تو کرے اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اس محرور سے ہو سکیں لیکن یہ کسر باقی رہ جائے کہ اس متاثر میں آگ کی چمک پیدا نہ ہو اس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

دوسرا درجہ:۔ دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جس میں دونوں محبتوں کے ملنے سے آتشِ محبتِ الٰہی لوح قلب انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے کہ اس میں آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اس چمک میں کسی قسم کا اشتعال یا بھڑک نہیں ہوتی فقط ایک چمک ہوتی ہے جس کو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ:۔ تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبتِ الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اس کو افروختہ کر دیتا ہے۔ اور اس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے اور اس حالت میں آتشِ محبتِ الٰہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے۔ اور اس کی لوئیں اور شعلے اِرد گرد

کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں۔ اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اُس کو رُوح امین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے۔ اور ہر یک غبار سے خالی ہے۔ اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں۔ اور اس کا نام ذوالافق الاعلےٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے اور اس کو رای ما رای کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے۔ اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنے کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اُس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا۔ یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے۔ میں نے جو اس جگہ تین مراتب قرب اور محبت کے لکھے کہ تیسرا مرتبہ جو بزرگ ترین مراتب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا ہے۔ یہ میری طرف سے ایک اجتہادی

خیال نہیں۔ بلکہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا ہے۔

ایک اور مقام پر قرب ثلاثہ کے مراتب پر بحث کرتے ہوئے آخری اور انتہائی رتبہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

۳۔ ”تیسری قسم کا قرب ایک ہی شخص کی صورت اور اُس کے عکس سے مشابہت رکھتا ہے۔ یعنی جیسے ایک شخص آئینہ صاف و وسیع میں اپنی شکل دیکھتا ہے۔ تو تمام شکل اُس کی مع اپنے تمام نقوش کے جو اس میں موجود ہیں عکسی طور پر اُس آئینہ میں دکھائی دیتی ہے۔ ایسا ہی اس قسم ثالث قرب میں تمام صفاتِ الٰہیہ صاحب قرب کے وجود میں بتمامتر صفائی منعکس ہو جاتی ہیں۔ اور یہ انعکاس ہر یک قسم کی تشبیہ سے جو پہلے اس سے بیان کیا گیا ہے۔ اتم و اکمل ہے کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جیسے ایک شخص آئینہ صاف میں اپنا منہ دیکھ کر اُس شکل کو اپنی شکل کے مطابق پاتا ہے۔ مطابقت اور مشابہت اس کی شکل سے نہ کسی غیر کو کسی حیلہ یا تکلف سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور نہ کسی فرزند میں ایسی ہو بہو مطابقت پائی جاتی ہے اور یہ مرتبہ کس کے لئے میسر ہے؟ اور کون اس کامل درجۂ قرب سے موسوم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اُسی کو میسر آتا ہے کہ جو الوہیت و عبودیت کے دونوں توسوں کے بیچ میں کامل طور پر ہو کر دونوں توسوں سے ایسا شدید تعلق پکڑتا ہے کہ گویا ان دونوں کا عین ہو جاتا ہے۔ اور اپنے نفس کو بکلّی درمیان سے اُٹھا کر آئینہ صاف کا حکم پیدا کر لیتا ہے۔ اور وہ آئینہ ذوجہتین ہونے کی وجہ سے ایک جہت سے صورتِ الٰہیہ بطور ظل حاصل کرتا ہے۔ اور دوسری جہت سے وہ تمام فیض حسب استعداد طبائع مختلفہ اپنے مقابلین کو پہنچاتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ پھر نزدیک ہوا (یعنی اللہ تعالےٰ سے) پھر نیچے کی طرف اُترا (یعنی مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے نزول کیا) پس اسی جہت

سے کہ وہ اوپر کی طرف صعود کر کے انتہائی درجہ قرب تام کو پہنچا۔ اور اس میں اور حق میں کوئی حجاب نہ رہا۔ اور پھر نیچے کی طرف اُس نے نزول کیا۔ اور اس میں اور خلق میں کوئی حجاب نہ رہا۔ یعنی چونکہ وہ اپنے صعود اور نزول میں اتم و اکمل ہوا۔ اور کمالات انتہائیہ تک پہنچ گیا۔ اس لئے دو قوسوں کے بیچ میں یعنی وتر کی جگہ میں جو قُطرِ دائرہ ہے اتم و اکمل طور پر اُس کا مقام ہُوا بلکہ وہ قوس الوہیت اور قوسِ عبودیت کی طرف اس سے بھی زیادہ تر جو خیال و گمان و قیاس میں نہیں آسکتا نزدیک ہُوا۔ مثلاً صورت اُن دو قوسوں کی یہ ہے:۔

اس شکل میں جو خط مرکز دائرہ کو قطع کرتا ہے۔ جو قُطرِ دائرہ ہے وہی قاب قوسین یعنی دونوں قوسوں کا وتر ہے:

حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی کی برکات

۴۔ "ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔ وہ کیسی کتابیں ہیں جو ہمیں بھی اگر ہم اُن کے تابع ہوں مردود اور مخذول اور سیاہ دل کرنا چاہتی ہیں۔ کیا اُن کو زندہ نبوت کہنا چاہئے جن کے سایہ سے ہم خود مردہ ہو جاتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ سب مُردے ہیں۔ کیا مردہ کو مردہ روشنی بخش سکتا ہے۔ ینبوع

کی پرستش کرنا صرف ایک بُت کی پرستش کرنا ہے۔ کوئی اس کو قبول کرے یا نہ کرے مگر یہی سچ ہے اور سچ میں برکت ہے کہ آخر اس کی روشنی دنیا پر پڑتی ہے۔ تب دُنیا کی تمام دیواریں چمک اٹھتی ہیں۔ مگر وہ جو تاریکی میں پڑے ہوں۔ سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی اُمّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا۔ وہ بھی پائے گا۔ اور ایسی قبولیت اُس کو ملے گی کہ کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اُس کا خدا ہوگا۔ اور جھوٹے خدا سب اُس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا۔ اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی وَالسَّلَامُ علیٰ من اتبع الھدیٰ۔" سراج منیر صفحہ ۷۲

۵۔ "جس صلیب پر عیسائیوں کا بھروسہ ہے وہ گناہوں سے تو نہیں چھڑا سکی۔ لیکن خدا کی راہ میں نیک کاموں کے بجا لانے سے چھوڑا دیا اور سست کر دیا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا گناہ ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا کی جگہ دی گئی ہے۔ اور دُنیا کے لئے سب کچھ کیا جاتا ہے لیکن خدا کی راہ میں ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور اُن کے نزدیک جو کچھ ہے یہی کفارہ ہے۔ اور اس سے آگے خدا کی راہ کی تلاش کی ضرورت نہیں اور وہ اپنے خیال میں ایسی منزل پر پہنچ گئے ہیں جو آخری منزل ہے۔ پس کوئی ڈاکو کسی کو ایسا نقصان نہیں پہنچا سکتا جیسا کہ اس کفارہ نے ان کو پہنچایا ہے۔ اس پوشیدہ طاقت سے وہ لوگ بالکل بے خبر ہیں جس کے قبضۂ قدرت میں یہ بات داخل ہے کہ اگر چاہے تو ایک دم میں ہزار مسیح ابن مریم بلکہ اس سے بہتر پیدا کر دے۔ چنانچہ اُس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے ایسا ہی کیا۔ مگر یہ اندھی دنیا اُس کو شناخت نہ کر سکی۔ وہ ایک نُور تھا جو دنیا میں آیا۔ اور تمام نوروں پر غالب آ گیا۔ اُس کے نور نے ہزاروں دلوں کو منور کیا۔ اور اسی کی برکت کا یہ راز ہے کہ رُوحانی

مدد اسلام سے منقطع نہیں ہوئی بلکہ قدم بقدم اسلام کے ساتھ چلی آتی ہے۔ ہم ایسی تازہ بتازہ برکتیں اُس نبی کے دائمی فیض سے پاتے ہیں کہ گویا اس زمانہ میں بھی وہ نبی ہم میں موجود ہے اور اس وقت بھی اس کے فیوض ہماری ایسی ہی رہنمائی کرتے ہیں۔ کہ جیسا اس سے پہلے زمانہ میں کرتے تھے۔

اُس کے ذریعہ سے ہمیں وہ پانی ملا ہے جس کی ضرورت ہر ایک پاک فطرت محسوس کر رہی ہے۔ وہ پانی بڑی سرعت سے ہمارے ایمانی درخت کو نشو و نما دے رہا ہے۔ اور اُن مشکلات سے ہم نے رہائی پالی ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہیں۔ اور اگر کسی کو ہم میں سے ابتدائی مرحلہ میں مشکلات معلوم بھی ہوں مگر وہ ایسی نہیں ہیں جو آگے قدم بڑھانے سے مغلوب اور رفع نہ ہو سکیں۔ اسلام میں آگے قدم بڑھانے کا وسیع میدان ہے۔" (چشمہ معرفت ص ۲۹۹ و ۲۹۸)

۶۔ "ہمارا اور ان راستبازوں کا جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں یہ چشم دید واقعہ اور ذاتی تجربہ ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی میں جو اخلاص اور صدق قدم سے ہو۔ یہ خاصیت ہے کہ آہستہ آہستہ خدائے واحد لاشریک کی محبت دل میں بیٹھتی جاتی ہے اور کلام الٰہی کی روحانی طاقت انسانی رُوح کو ایک نور بخشتی ہے جس سے اس کی آنکھ کھلتی ہے اور انجام کار عالم ثانی کے عجائبات اُس کو دکھائی دیتے ہیں۔ پس اُس دن سے اُس کو علم الیقین کے طور پر پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے۔ اور پھر وہ یقین ترقی کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ علم الیقین سے عین الیقین تک پہنچتا ہے۔ اور پھر عین الیقین سے حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے جو شخص قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے پہلے اُس کو کوئی تزکیۂ نفس حاصل نہیں ہوتا۔ اور کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ پھر خدا کی رحمت اس کی دستگیری کرتی ہے۔ اور خارق عادت طریقوں سے اس کے ایمان کو قوت دی جاتی ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ

لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ یعنی ایمانداروں کو خدا کی طرف سے بشارتیں ملتی رہتی ہیں۔ ایسا ہی وہ بھی اپنی ذات کے متعلق کئی قسم کی بشارتیں پاتا رہتا ہے اور جیسے جیسے بذریعہ اُن بشارتوں کے اس کا ایمان قوی ہوتا جاتا ہے۔ ویسے ویسے وہ گناہ سے پرہیز کرتا اور نیکیوں کی طرف حرکت کرتا ہے۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اشارت فرمائی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ ط وَمِنْھُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرَاتِ۔ یعنی ایماندار تین قسم کے ہیں۔

(۱) اوّل وہ جو ظالم ہیں یعنی انواع واقسام کے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور گناہ کا پلّہ ان کا بھاری ہوتا ہے۔

(۲) دوسرے وہ جو میانہ رَو ہیں یعنی کچھ تو گناہ کرتے ہیں اور کچھ نیک اعمال۔ اور دونوں حالتوں میں مساوی ہوتے ہیں۔

(۳) اور تیسرے درجہ کے وہ لوگ ہیں۔ جو عمدہ اخلاق اور عمدہ اعمال میں سبقت لے جاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جو صدر اسلام کا وقت تھا۔ اُس زمانہ پر ایک وسیع نظر ڈال کر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے کیونکر ایمان لانے والوں کو مذکورہ بالا ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیا۔ کیونکر ایمان لانے والے اپنی ابتدائی حالت میں اکثر ایسے تھے۔ کہ جس حالت کو وہ ساتھ لے کر آئے تھے وہ حالت جنگلی وحشیوں سے بدتر تھی۔ اور درندوں کی طرح ان کی زندگی تھی۔ اور اس قدر بد اعمال اور بد اخلاق میں وہ مبتلا تھے کہ انسانیت سے باہر ہو چکے تھے۔ اور ایسے بے شعور ہو چکے تھے کہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہم بد اعمال ہیں یعنی نیکی اور بدی کی شناخت کی حس بھی جاتی رہی تھی۔ پس قرآنی تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے جو پہلا اثر اُن پر کیا تو وہ یہ تھا کہ اُن کو محسوس ہو گیا کہ ہم پاکیزگی کے جامہ سے

بالکل برہنہ اور بداعمالی کے گند میں گرفتار ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ان کی پہلی حالت کی نسبت فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ہُمۡ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ؕ یعنی یہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور فرقان حمید کی دلکش تاثیر سے ان کو محسوس ہو گیا کہ جس حالت میں ہم نے زندگی بسر کی ہے اور ایک وحشیانہ زندگی ہے۔ اور سراسر بداعمالیوں سے ملوث ہے۔ تو انہوں نے رُوح القدس سے قوت پا کر نیک اعمال کی طرف حرکت کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے حق میں فرماتا ہے وَاَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ ؕ یعنی خدا نے ایک پاک رُوح کے ساتھ ان کی تائید کی۔ وہ وہی غیبی طاقت تھی جو ایمان لانے کے بعد اور کسی قدر صبر کرنے کے بعد انسان کو ملتی ہے۔ پھر وہ لوگ اس طاقت کے حاصل ہونے کے بعد نہ صرف اس درجہ پر رہے کہ اپنے عیبوں اور گناہوں کو محسوس کرتے ہوں اور ان کی بدبُو سے بیزار ہوں۔ بلکہ اب وہ نیکی کی طرف اس قدر قدم اٹھانے لگے کہ صلاحیّت کے کمال کو نصف تک طے کر لیا۔ اور کمزوریوں کے مقابل پر نیک اعمال کی بجاآوری میں طاقت بھی پیدا ہو گئی۔ اور اس طرح پر درمیانی حالت ان کو حاصل ہو گئی اور پھر وہ لوگ رُوح القدس کی طاقت سے بہرہ ور ہو کر ان مجاہدات میں لگے۔ کہ اپنے پاک اعمال کے ساتھ شیطان پر غالب آجائیں۔ تب انہوں نے خدا کے راضی کرنے کے لئے اُن مجاہدات کو اختیار کیا کہ جن سے بڑھ کر انسان کے لئے متصوّر نہیں۔ انہوں نے خدا کی راہ میں اپنی جانوں کا خس و خاشاک کی طرح بھی قدر نہ کیا۔ آخر وہ قبول کئے گئے! اور خدا نے ان کے دلوں کو گناہ سے بکلی بیزار کر دیا اور نیکی کی محبت ڈال دی۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہم اُن کو اپنی راہ دکھا دیا کرتے ہیں۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۵۶، ۵۵)

۷۔ "خدا نے اس آخری زمانہ میں تفرقہ دُور کرنے کے لئے۔ اور دنیا کے تمام لوگوں کو صرف ایک کتاب پر جمع کرنے کے لئے ان تمام پہلی کتابوں کی برکتیں مسلوب کرلی ہیں۔ ورنہ اس کا سبب کیا ہے؟ کہ جس طرح قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے انسان جماعت اولیاء اللہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ اُن کتابوں میں یہ خاصیت پائی نہیں جاتی اور یہی وجہ ہے کہ ان کتابوں کے پیروان کمالات سے منکر ہیں جو انسان کو قرب کے مکان میں حاصل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ وہ کرامات اور خرق عادات پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ مگر ہم اُن پر کوئی ہنسی ٹھٹھا نہیں کرتے۔ ہاں اُن کی محرومی کو دیکھ کر رونا ضرور آتا ہے۔ مَیں اس جگہ کچھ گزشتہ قصوں کو بیان نہیں کرتا۔ بلکہ مَیں وہی باتیں کرتا ہوں جن کا مجھے ذاتی علم ہے۔ مَیں نے قرآن شریف میں ایک زبردست طاقت پائی ہے۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں۔ اور وہ یہ کہ سچا پیرو اس کا مقامات ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔ خدا اُس کو نہ صرف اپنے قول سے مشرف کرتا ہے بلکہ اپنے فعل سے اس کو دکھلاتا ہے۔ کہ مَیں وہی خدا ہوں۔ جس نے زمین و آسمان پیدا کیا۔ تب اُس کا ایمان بلندی میں دُور دُور کے ستاروں سے بھی آگے گذر جاتا ہے۔ چنانچہ میں اس امر میں صاحبِ مشاہدہ ہوں۔ خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور ایک لاکھ سے بھی زیادہ میرے ہاتھ پر اُس نے نشان دکھلائے ہیں۔ سو اگرچہ مَیں دُنیا کے تمام نبیوں کا ادب کرتا ہوں اور ان کی کتابوں کا بھی ادب کرتا ہوں مگر زندہ دین صرف اسلام کو ہی مانتا ہوں۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے میرے پر خدا ظاہر ہوا"۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۵۹،۶۰)

حضرت نبی کریم صلعم کی ختم نبوّت کا فیضان

۸۔ "تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں۔ اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور یہ ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔

لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔" الوصیت

۹۔ "مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بد قسمت وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مُردہ چراغ ہیں۔ جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے اور مسیح اس کی پیروی تیس برس تک کر کے اور توریت کے احکام کو بجا لا کر۔ اور موسیٰ کی شریعت کا جُوا اپنی گردن پر لے کر نبوت کے انعام سے مشرف ہُوا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو کوئی رُوحانی انعام عطا نہ کر سکی۔ بلکہ ایک طرف تو آپ حسب آیت

ما کان محمد ابا احد من رجالکم اولاد نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار تھی۔ محروم ہے۔ اور دوسری طرف رُوحانی اولاد بھی آپؐ کو نصیب نہ ہوئی۔ جو آپؐ کے رُوحانی کمالات کی وارث ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بے معنے رہا ظاہر ہے کہ زبان عرب میں۔ لکن کا لفظ استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی جو امر حاصل نہیں ہو سکا اُس کے حصول کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے۔ جس کے رُو سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی۔ مگر رُوحانی طور پر آپؐ کی اولاد بہت ہوگی۔ اور آپؐ نبیوں کے لئے مُہر ٹھہرائے گئے ہیں یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مُہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنے تھے جن کو اُلٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر مذمّت اور منقصت ہے۔ کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے۔ کہ وہ دوسرے شخص کو ظلّی طور پر نبوّت کے کمالات سے متمتع کر دے اور رُوحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے۔ اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں۔ اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خدا شناسی کا دُودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دُودھ نہیں تھا۔ تو نعوذ باللہ آپؐ کی نبوّت ثابت نہیں ہو سکتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپؐ کا نام سراج منیر رکھا ہے۔ جو دوسروں کو روشن کرتا ہے۔ اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے۔ اور اگر نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں فیض روحانی نہیں تو پھر دنیا میں آپؐ کا مبعوث ہونا ہی عبث ہُوا۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ بھی دھوکا دینے والا ٹھہرا۔ جس نے دعا تو یہ سکھلائی کہ تم تمام نبیوں کے کمالات طلب کرو مگر دل میں ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا کہ یہ کمالات دیئے جائیں گے بلکہ یہ ارادہ

تھا کہ ہمیشہ کے لئے اندھا رکھا جائے گا۔

لیکن اے مسلمانو! ہشیار ہو جاؤ کہ ایسا خیال سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ اگر اسلام ایسا ہی مُردہ مذہب ہے تو کس قوم کو تم اس کی طرف دعوت کر سکتے ہو۔ کیا اس مذہب کی لاش جاپان لے جاؤ گے یا یورپ کے سامنے پیش کرو گے۔ اور ایسا کون بیوقوف ہے جو ایسے مردہ مذہب پر عاشق ہو جائے گا۔ جو بمقابلہ گذشتہ مذہبوں کے ہر ایک برکت اور روحانیت سے بے نصیب ہے۔ گذشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا جیسا کہ موسیٰؑ کی ماں اور مریمؑ کو مگر تم مرد ہو کر اُن عورتوں کے برابر بھی نہیں۔ بلکہ اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کے رُو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آ کر ختم ہو گیا۔ اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مُردے ہیں۔ کوئی ان میں زندگی نہیں مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔" (چشمۂ مسیحی ص۲۲،۲۱)

حضرت نبی کریم صلعم کی دائمی زندگی کا ثبوت

۱۰۔ "ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہانی سے اور سراسر افترا سے ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابلِ شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجنابؐ سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔ اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ اُن ہزار ہا معجزات کے جو ہمارے سرور و مولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس کثرت سے مذکور

ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں۔ تازہ بتازہ صد ہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ ہم نہایت نرمی اور انکسار سے ہر ایک عیسائی صاحب اور دوسرے مخالفوں کو کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ بات سچ ہے کہ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر اپنی سچائی پر قائم ہوتا ہے اس کے لئے ضرور ہے کہ ہمیشہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں کہ جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نائب ہو کر یہ ثابت کریں کہ وہ نبی اپنی رُوحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے فوت نہیں ہُوا۔ کیونکہ ضرورت ہے کہ وہ نبی جس کی پیروی کی جائے۔ جس کو شفیع اور منجی سمجھا جائے وہ اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ زندہ ہو اور عزت اور رفعت اور جلال کے آسمان پر اپنے چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ ایسا ابدی طور پر مقیم ہو۔ اور خدائے ازلی ابدی حیّ و قیوم ذوالاقتدار کے دائیں طرف بیٹھنا اُس کا ایسے پُرزور الٰہی نوروں سے ثابت ہو کہ اس سے کامل محبت رکھنا اور اس کی کامل پیروی کرنا لازمی طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہو کہ پیروی کرنے والا روح القدس اور آسمانی برکات کا انعام پائے۔ اور اپنے پیارے نبی کے نوروں سے نور حاصل کر کے اپنے زمانہ کی تاریکی کو دُور کرے۔ اور مستعد لوگوں کو خدا کی ہستی پر وہ پختہ اور کامل اور درخشاں اور تاباں یقین بخشے جس سے گناہ کی تمام خواہشیں اور سفلی زندگی کے تمام جذبات جل جاتے ہیں۔ یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ نبی زندہ اور آسمان پر ہے۔

سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اُس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر۔ اور پھر اس محبت اور پیروی کے رُوحانی فیضوں سے جو سچا تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہُوا۔ بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف

بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اب ہمیں کوئی جواب دے کہ رُوئے زمین پر یہ زندگی کس نبی کے لئے بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہے۔ کیا حضرت موسیٰ کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت داؤد کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا راجہ رامچندر یا راجہ کرشن کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وید کے اُن رشیوں کے لئے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اُن کے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ جسمانی زندگی کا ذکر بے سود ہے۔ اور حقیقی اور روحانی اور فیض رساں زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو۔ ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کر لیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے تو کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پُرانی عمارتیں ہزار ہا برس سے چلی آتی ہیں۔ اور بابل کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جن میں اُلّو بولتے ہیں۔ اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن بھی پُرانے زمانہ کی آبادیاں ہیں۔ اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں۔ تو کیا اس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اُس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو رُوحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

اب اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ اس رُوحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خدا کی ہزاروں رحمتیں اس کے شامل حال ہیں افسوس کہ عیسائیوں کو کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رُوحانی زندگی ثابت کریں۔ اور صرف اُس لمبی عمر پر خوش نہ ہوں جس میں اینٹ اور پتھر بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

بے سود ہے وہ زندگی جو نفع رساں نہیں۔ اور لاحاصل ہے وہ بقا جس میں فیض نہیں۔ دنیا میں صرف دو زندگیاں قابلِ تعریف ہیں۔ (۱) ایک وہ زندگی جو خود خدا کے حیّ قیوم مبدٔ فیض کی زندگی ہے (۲) دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور رضا نما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ جس پر ہر ایک زمانہ میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے۔ اور اب بھی دیتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مُردہ ہے نہ زندہ۔ اور مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بد ذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی دائمی زندگی اور پُورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ مَیں نے اُس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اُوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا۔ اور اس قدر نشان غیبی دیکھے۔ کہ اُن کُھلے کُھلے نوروں کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پُورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچّا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال و تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے۔ کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔" (تریاق القلوب صفحہ ۵")

(۱) تعجب کہ عقل اور انجیل اور قرآن شریف سے حضرت مسیح کا آسمان پر مع جسم جانا ثابت نہیں بلکہ اس عقیدہ پر عقلی اور نقلی طور پر سخت اعتراضات کی بارش ہوتی ہے۔ تو اس خیال

کو پیش کرنا میرے نزدیک تو قابلِ شرم امر ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم لوگ اس طرح پر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر نہیں لے جاتے۔ اور نہ رُوحانی قربوں کے لئے اِس کی کچھ ضرورت ہے مگر رُوحانی زندگی کے لحاظ سے ہم تمام نبیوں میں سے اعلیٰ درجے پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ سمجھتے ہیں۔ اور قرآن شریف آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں اِس زندگی کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ کیونکہ اس کا یہی مطلب ہے کہ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باطنی فیض پایا۔ ایسا ہی آخری زمانے میں ہوگا۔ اور ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رُوحانی طور پر اعلیٰ زندگی رکھتے ہیں دُوسرا کوئی نہیں رکھتا۔ آپؐ کی تاثیرات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچّی پیروی کر کے خدا تعالیٰ کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں۔ اور فوق العادت خوارق ان سے صادر ہوتے ہیں۔ اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں دُعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔" (اشتہار ۲۵ر مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۴)

۱۲۔ "خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا۔ اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔۔۔ جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہے۔ حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اس کے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا۔ اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے۔ ہمارے پر محض اسی نبی کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں۔ ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے۔ اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں مگر تعجب

کہ دنیا اس سے بے خبر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسولؐ کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔"
(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۳ تا ۲۵)

حضرت نبی کریم صلعم کے رُوحانی حُسن کی کشش

۱۳۔ "انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حسن ہیں۔ ایک حسنِ معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو ۔ ۔ ۔ ۔ دوسرا حسن انسان کی پیدائش میں حسن بشرہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ حسن جو رُوحانی حُسن ہے جس کو حسنِ معاملہ کے ساتھ موسوم کر سکتے ہیں۔ یہ وہ حسن ہے جو اپنی قوی کششوں کے ساتھ حسن بشرہ سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ حسن بشرہ صرف ایک یا دو شخص کے فانی عشق کا موجب ہوگا۔ جو جلد زوال پذیر ہو جائے گا۔ اور اس کی کشش نہایت کمزور ہوگی۔ لیکن وہ رُوحانی حُسن جس کو حُسنِ معاملہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ وہ اپنی کششوں میں ایسا سخت اور زبردست ہے کہ ایک دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ اُس کی طرف کھینچا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ تجربہ اور خدا تعالیٰ کی پاک کتاب سے ثابت ہے کہ دُنیا کے ہر ایک ذرّہ کو طبعاً ایسے شخص کے ساتھ ایک عشق ہوتا ہے اور اس کی دعائیں اُن تمام ذرّات کو ایسا اپنی طرف کھینچتی ہیں جیسا کہ آہن ربا لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ پس غیر معمولی باتیں جن کا ذکر کسی علمِ طبعی اور فلسفہ میں نہیں۔ اس کشش کے باعث ظاہر ہو جاتی ہیں اور وہ کشش طبعی ہوتی ہے جب سے کہ صانع مطلق نے عالمِ اجسام کو ذرّات سے ترکیب دی ہے۔ ہر ایک ذرّہ میں وہ کشش رکھی ہے اور ہر ایک ذرّہ رُوحانی حُسن کا عاشق صادق ہے۔ اور ایسا ہی

ہر ایک سعید رُوح بھی کیونکہ وہ حسن تجلی گاہ حق ہے۔

وہی حسن تھا جس کے لئے فرمایا گیا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اور اب بھی بہتیرے ابلیس ہیں جو اِس حُسن کو شناخت نہیں کرتے۔ مگر وہ حُسن بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے۔ نوحؑ میں وہی حُسن تھا جس کی پاس خاطر حضرت عزّت جلّشانہٗ کو منظور ہوئی اور تمام منکروں کو پانی کے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کے بعد موسیٰؑ بھی وہی حُسن روحانی لے کر آیا جس نے چند روز تکلیفیں اُٹھا کر آخر فرعون کا بیڑا غرق کیا۔ پھر سب کے بعد سیدالانبیاء وخیرالوریٰ مولانا وسیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان رُوحانی حسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ یعنی وہ نبی جناب الٰہی سے بہت نزدیک چلا گیا۔ اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حصّوں کو جو حق اللہ اور حق العبادٗ ہے ادا کر دیا اور دونوں قسم کا حُسن رُوحانی ظاہر کیا۔ اور دونوں قوسوں میں وتر کی طرح ہو گیا۔ یعنی دونوں قوسوں میں جو ایک درمیانی خط کی طرح ہو۔ اور اس طرح اس کا وجود واقع ہُوا۔

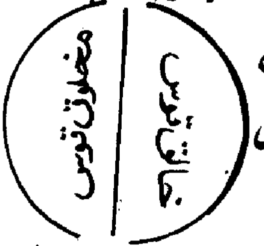

جیسے یہ ← درمیانی خط آنحضرت صلعم

اس حُسن کو ناپاک طبع اور اندھے لوگوں نے نہ دیکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ یعنی تیری طرف وہ دیکھتے ہیں۔ مگر تو اُنہیں دکھائی نہیں دیتا۔ آخر وہ سب اندھے ہلاک ہو گئے۔" ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۲،۶۱

۱۴۔ "یہ تو ہم بیان کر چکے کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے اور جو مدار نجات ہے اور جو شیطانی توحید سے ایک علیحدہ امر ہے وہ بجز اس کے کہ وقت کے نبی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

ایمان لایا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے میسر نہیں آسکتا۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۲۳)

۱۵۔ "اور اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں **خلاصہ** تمام امت کو سکھلایا گیا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" (حقیقۃ الوحی ص۱۱۱)

آنحضرت صلعم صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم تھے

۱۶۔ "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجددِ اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا۔ اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپؐ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولا اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے۔ اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے۔ کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہِ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی۔

کہ آپؐ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہایم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یُوں کہیں کہ بہایم کو انسان بنایا۔ اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا۔ اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے۔ اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے۔ مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔

پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں۔ اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔ اور ختم نبوت آپؐ پر نہ صرف زمانہ کی تاخر کی وجہ سے ہؤا۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپؐ پر ختم ہو گئے۔ اور چونکہ آپؐ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپؐ کی شریعت صفات جلالیہ وجمالیہ دونوں کی حامل تھی۔ اور آپؐ کے دو نام محمدؐ اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں۔ اور آپؐ کی نبوّت عامہ میں کوئی حصّہ بخل کا نہیں۔ بلکہ وہ ابتداء سے تمام دنیا کے لئے ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۶،۴)

اب شفیع صرف حضرت نبی کریم صلعم ہیں

۱۷۔ "نوع انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی

محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو
تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔
بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین
رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے
اور آسمان کے تیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور
کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا۔ کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ
کے لئے زندہ ہے۔ . . . . موسیٰ نے وہ متاع پائے جس کو قرونِ اولیٰ کھو چکے تھے۔ اور
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائے جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی
سلسلہ موسوی سلسلہ کا قائم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر۔"

(کشتی نوح صـ۱۳)

۱۸۔ "ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آخرت کا شفیع وہ ثابت ہو سکتا ہے۔
جس نے دنیا میں شفاعت کا کوئی نمونہ دکھلایا ہو سو اس معیار کو آگے رکھ کر جب ہم موسیٰ پر نظر
ڈالتے ہیں تو وہ بھی شفیع ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ بارہا اس نے اترتا ہوا عذاب دعا سے ٹال دیا۔
اس کی توریت گواہ ہے۔ اسی طرح جب ہم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالتے
ہیں۔ تو آپؐ کا شفیع ہونا اجلی بدیہیات معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ آپؐ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ
آپؐ نے غریب صحابہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور آپؐ کی شفاعت کا ہی اثر تھا۔ کہ وہ لوگ باوجود اس
کے کہ انہوں نے بت پرستی اور شرک میں نشو ونما پایا تھا۔ ایسے موحد ہو گئے۔ جن کی نظیر کسی زمانہ
میں نہیں ملتی۔ اور پھر آپؐ کی شفاعت کا ہی اثر ہے کہ اب تک آپؐ کی پیروی کرنے والے خدا تعالیٰ
کا سچا الہام پاتے ہیں۔ خدا ان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ مگر مسیح ابن مریم میں یہ تمام ثبوت کیوں کر

اور کہاں سے مل سکتے ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر اس سے بڑھ کر اور زبردست شہادت کیا ہوگی کہ ہم اس جنابؐ کے واسطے سے جو کچھ خدا سے پاتے ہیں ہمارے دشمن وہ نہیں پا سکتے۔"

(ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۳۰۵ اردو جلد اوّل)

حقیقی منجّی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

۱۹۔ "خدا کی طرف سے سچا نجات دہندہ وہ شخص ہے جس کی متابعت سے سچّی نجات حاصل ہو یعنے خدا نے اُس کے وعظ میں یہ برکت رکھی ہو کہ کامل پیرو اُس کا ظلماتِ نفسانیہ اور رذائل بشریہ سے نجات پا جائے اور اس میں وہ انوار پیدا ہو جائیں جن کا پاک دلوں میں پیدا ہو جانا ضروری ہے۔ ہاں جب تک پیروی کنندہ کی متابعت میں کسر ہو تب تک ظلماتِ نفسانیہ دُور نہیں ہوں گے اور نہ انوارِ باطنیہ ظاہر ہوں گے۔ لیکن یہ اُس نبی متبوع کا قصور نہیں بلکہ خود وہ مدعی اتباع اعراض صوری یا معنوی کی آفت میں گرفتار ہے۔ اور اسی اعراض کی وجہ سے محروم و محجوب ہے۔ یہی حقیقی علامت ہے۔ جس سے انسان گذشتہ قصوں اور کہانیوں کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ خود طالب حق بن کر سچے ہادی اور حقیقی فیض رساں کو شناخت کر لیتا ہے اور اُس تقدّس اور نور کو کہ جو کامل اور فیض رسان ہی کی نسبت اعتقاد کیا گیا ہے نہ صرف اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے بلکہ اپنی استعداد کے موافق اُس کا مزہ بھی چکھ لیتا ہے۔ اور نجات کو نہ صرف خیالی طور پر ایک ایسا امر قرار دیتا ہے کہ جو قیامت میں ظاہر ہوگا۔ بلکہ جہل اور ظلمت اور شک اور شبہ اور نفسانی جذبات کے عذاب سے نجات پا کر اور آسمانی نوروں سے منوّر ہو کر اسی عالم میں حقیقتِ نجات کو پا لیتا ہے۔

اب جبکہ سچے نجات دہندہ کی یہی علامت ٹھہری اور یہی طالب حق کا مقصودِ اعظم ہے۔ کہ جو اُس کی زندگی کا اصل مقصد اور اُس کے مذہب کے پکڑنے کی علتِ غائی ہے تو سمجھنا چاہئے کہ یہ علامت صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے اور انہیں کی اتباع سے کہ جو قرآن شریف کی اتباع پر منحصر ہے باطنی نور اور محبت الٰہیہ حاصل ہوتی ہے۔ قرآن شریف جو آنحضرتؐ کی اتباع کا مدار علیہ ہے ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کی متابعت سے اسی جہان میں آثار نجات کے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہی کتاب ہے کہ جو دونوں طریق ظاہری اور باطنی کے ذریعہ سے نفوس ناقصہ کو مرتبۂ تکمیل پہنچاتی ہے۔ اور شکوک اور شبہات سے خلاصی بخشتی ہے۔

ظاہری طریق سے اس طرح پر کہ بیان اُس کا ایسا جامع دقایق وحقایق ہے کہ جس قدر دنیا میں ایسے شبہات پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تک پہنچنے سے روکتے ہیں۔ جن میں مبتلا ہو کر صدہا جھوٹے فرقے پھیل رہے ہیں۔ اور صدہا طرح کے خیالاتِ باطلہ گمراہ لوگوں کے دلوں میں جم رہے ہیں۔ سب کا رد معقولی طور پر اُس میں موجود ہے۔ اور جو جو تعلیم حقہ اور کاملہ کی روشنی موجودہ زمانہ کی ظلمت کے لئے درکار ہے وہ سب آفتاب کی طرح اس میں چمک رہی ہے۔ اور تمام امراض نفسانی کا علاج اُس میں مندرج ہے۔ اور تمام معارفِ حقہ کا بیان اُس میں بھرا ہوا ہے۔ اور کوئی دقیقہ علم الٰہی نہیں۔ کہ جو آئندہ کسی وقت ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور اُس سے باہر رہ گیا ہو۔

اور باطنی طریق سے اس طور پر کہ اس کی کامل متابعت دل کو ایسا صاف کر دیتی ہے کہ انسان اندرونی آلودگیوں سے بالکل پاک ہو کر حضرتِ اعلیٰ سے اتصال پکڑ لیتا ہے۔ اور انوار قبولیت اُس پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور عنایاتِ الٰہیہ اس قدر اُس پر احاطہ

کرلیتی ہے۔ کہ جب وہ مشکلات کے وقت دُعا کرتا ہے۔ تو کمالِ رحمت اور عطوفت سے خداوند کریم اُس کا جواب دیتا ہے۔ اور بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اگر وہ ہزار مرتبہ ہی اپنی مشکلات اور ہجوم غموں کے وقت میں سوال کرے۔ تو ہزار ہا مرتبہ ہی اپنے مولیٰ کریم کی طرف سے نہایت فصیح اور لذیذ اور متبرک کلام میں محبّت آمیز جواب پاتا ہے۔ اور الہام الٰہی بارش کی طرح اس پر برستا ہے۔ اور وہ اپنے دل میں محبّت الٰہیّہ کو ایسا بھرا ہُوا پاتا ہے۔ جیسا ایک نہایت صاف شیشہ ایک لطیف عطر سے بھرا ہوتا ہے۔ اور اُنس اور شوق کی ایک ایسی پاک لذّت اُس کو عطا کی جاتی ہے کہ جو اُس کی سخت سخت نفسانی زنجیروں کو توڑ کر اور اس دخانستان سے باہر نکال کر محبوب حقیقی کی ٹھنڈی اور دلآرام ہَوا سے اس کو ہر دم اور ہر لحظہ تازہ زندگی بخشتی رہتی ہے۔ بس وہ اپنی وفات سے پہلے ہی اُن عنایاتِ الٰہیّہ کو بچشم خود دیکھ لیتا ہے۔ جن کے دیکھنے کے لئے دُوسرے لوگ بعد مرنے کے اُمیدیں باندھتے ہیں۔

اور یہ سب نعمتیں کسی راہبانہ محنت اور ریاضت پر موقوف نہیں بلکہ صرف قرآن شریف کی کامل اتباع سے دی جاتی ہیں۔ اور ہر ایک طالب صادق اُن کو پا سکتا ہے ہاں اُن کے حصول میں خاتم الرسل اور فخر الرسل کی بدرجۂ کامل محبّت بھی شرط ہے۔ تب بعد محبت نبی اللہ کے انسان اُن نوروں میں سے بقدر استعدادِ خود حصّہ پا لیتا ہے۔ کہ جو کامل طور پر نبی اللہ کو دی گئی ہیں۔

پس طالب حق کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں۔ کہ وہ کسی صاحب بصیرت اور معرفت کے ذریعے سے خود اس دین متین میں داخل ہو کر اور اتباعِ کلامِ الٰہی اور محبت رسولِ مقبول اختیار کر کے ہمارے ان بیانات کی حقیقت کو بچشمِ خود دیکھ لے۔ اور اگر وہ

اس غرض کے حصول کے لئے ہماری طرف بہ صدق دل رجوع کرے تو ہم خدا کے فضل اور کرم پر بھروسہ کر کے اُس کو طریق اتباع بتلانے کو تیار ہیں پر خدا کا فضل اور استعداد ذاتی درکار ہے۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۲۹۳ تا ۳۰۱)

جو نور حضرت نبی کریم صلعم کو ملا وُہ کسی اور کو نہیں ملا

۲۰۔ "وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا۔ یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وُہ نور اس انسان کو دیا گیا۔ اور حسب مراتب اُس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی اُن لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں.... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ جیسا کہ خود خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ...... یعنی ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جد وجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اول المسلمین ہوں یعنی دنیا

ابتدا سے اُس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنانی اللہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو۔

اس آیت میں اُن نادان موحدوں کا رد ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کلی ثابت نہیں اور ضعیف حدیثوں کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مجھ کو یونس بن متی سے بھی زیادہ فضیلت دی جائے۔ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تب بھی وہ بطور انکسار اور تذلل ہے جو ہمیشہ ہمارے سیدو صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔ ہر ایک بات کا ایک موقعہ اور محل ہوتا ہے۔ اگر کوئی صالح اپنے خط میں احقر عباد اللہ لکھے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ شخص درحقیقت تمام دنیا یہاں تک کہ بت پرستوں اور تمام فاسقوں سے بدتر ہے اور خود اقرار کرتا ہے کہ وہ احقر عباد اللہ ہے کس قدر نادانی اور شرارت نفس ہے۔

غور سے دیکھنا چاہئے کہ جس حالت میں اللہ جل شانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اول المسلمین رکھتا ہے اور تمام مطیعوں اور فرمانبرداروں کا سردار ٹھہراتا ہے اور سب سے پہلے امانت کو واپس دینے والا آنحضرت صلعم کو قرار دیتا ہے تو پھر کیا بعد اس کے کسی قرآن کریم کے ماننے والے کو گنجائش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ میں کسی طرح کی جرح کر سکے۔ خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں اسلام کے لئے کئی مراتب رکھ کر سب مدارج سے اعلیٰ درجہ وہی ٹھہرایا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کو عنائت فرمایا۔

سبحان اللہ ما اعظم شانک یا رسول اللہ ؎

موسیٰؑ و عیسیٰؑ ہمہ خیل تو اند ۞ جملہ دریں راہ طفیل تو اند"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵)

۲۱۔ "میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ جو بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر ہندو اور عیسائی وغیرہ اپنے باطل معبودوں سے دعا کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی ان کو وہ مرتبہ مل نہیں سکتا۔ اور وہ کلام الٰہی جو دوسرے ظنی طور پر اس کو مانتے ہیں۔ میں اس کو سن رہا ہوں۔ اور مجھے دکھلایا گیا۔ اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا۔ کہ یہ سب کچھ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاءؐ صلے اللہ علیہ وسلم تجھ کو ملا ہے۔ اور جو کچھ ملا ہے اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں کیونکہ وہ باطل پر ہیں۔" تذکرہ صـ۲۱۲

منظوم کلام

۲۲۔ وَفِیْ مُھْجَتِیْ نُوْرٌ وَّجَیْشٌ لِاَمْدَحَا ۔۔۔ سُلَالَۃَ اَنْوَارِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدَا

اور میرے دل میں جوش اور ولولہ ہے کہ مدح کروں ۔۔۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خدا کے انوار کا خلاصہ ہے

کَرِیْمُ السَّجَایَا اَکْمَلُ الْعِلْمِ وَالنُّھٰی ۔۔۔ شَفِیْعُ الْبَرَایَا مَنْبَعُ الْفَضْلِ وَالْھُدٰی

کریم الخصلت ہے اور علم و عقل میں کامل تر ہے ۔۔۔ مخلوق کا شافع اور فضل و ہدایت کا سرچشمہ ہے

تَبَصَّرْ خَصِیْمِیْ ھَلْ تَرٰی مِنْ مُّشَارِکٍ ۔۔۔ بِتِلْکَ الصِّفَاتِ الصَّالِحَاتِ بِاَحْمَدَا

اے مدعی دیکھ کوئی شخص تجھ کو احمدؐ کا شریک ۔۔۔ ان صفات حسنہ میں نظر آتا ہے۔

بَشِیْرٌ نَذِیْرٌ اٰمِرٌ مَّانِعٌ مَّعًا ۔۔۔ حَکِیْمٌ بِحِکْمَتِہِ الْجَلِیْلَۃِ یُقْتَدٰی

بشیر ہے نذیر ہے حکم دینے والا نہی کرنیوالا ہے ۔۔۔ صاحب حکمت ہے اپنی عظیم الشان حکمت کی بنا پر قابل پیروی ہے

(کرامات الصادقین)

قارئین کرام مندرجہ بالا تمام تحریروں کو غور سے پڑھیں اور پھر خود ہی فیصلہ کریں کہ مخالفین کا حضرت مرزا صاحب پر (مسیح موعود) پر یہ الزام کہ آپ اپنے مقام کو حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بڑھ کر بیان کرتے ہیں کیا مبنی بر حق ہے کیا اس بے بنیاد الزام تراشی میں انصاف کا خون نہیں کیا گیا۔

کلام کو سمجھنے کے لئے ایک قرآنی اصول اور مخالفین کا اسے نظر انداز کر دینا

ہر کلام میں کچھ محکمات ہوتے ہیں اور کچھ متشابہات خدا کی کتاب قرآن مجید بھی اس سے مستثنیٰ نہیں قرآن کریم نے ہمارے ہاتھ میں یہ سنہری اصول دیا ہے کہ متشابہات کے ایسے معنی کرو جو محکمات کے خلاف نہ ہوں بلکہ مطابق ہوں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے کلام کے معنی کرتے ہیں مخالفین نے اس قرآنی اصل کو نظر انداز کر دیا ہے قارئین کرام کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب سے پیش کردہ اقتباسات اور حضورؑ کے الہامات کے مطالعہ سے پتہ لگ چکا ہے کہ وہ اقتباسات اور الہامات محکمات کا حکم رکھتے ہیں جن کے اس کے سوا اور کوئی معنی ہو ہی نہیں سکتے کہ حضرت مسیح موعودؑ ان میں حضرت نبی کریم صلعم کے مقابلہ میں اپنے مقام کو نہایت ہی ادنیٰ بلکہ لاشئ قرار دے رہے ہیں اور حضرت نبی کریم صلعم کا مقام اس قدر بلند اور یکتا بتلا رہے ہیں کہ اس تک پہنچنا حضورؑ کے لئے ممکن ہی نہیں۔

حیران کن بات :۔ حیران ہوں کہ مخالفین یہ بات کس طرح اپنے تصوّر میں لا سکتے ہیں کہ ایک امتی اپنے متبوع نبی سے اپنے آپکو بڑھ کر کہہ سکے وہ تو قرب الٰہی کے جس مقام کو بھی حاصل کرے گا خواہ وہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو اسے وہ اپنے متبوع نبی یعنی حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے

ہی حاصل کرے گا اس لئے برابری یا بڑھ کر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا ہاں کسی امتی کا مقام دوسرے امتیوں کے مقابلہ میں تو بڑھ کر ہو سکتا ہے لیکن اپنے متبوع نبی سے بڑھ کر ہونا تو بالکل ہی لا یعنی بات ہے جس کا کوئی عقلمند وہم بھی نہیں کر سکتا۔

حضور کا وہ شعر جسے کو الزام کی بنیاد بنایا گیا ہے اور اس سے غلط استدلال

اب ہم اس شعر کو لیتے ہیں۔ جس پر مخالفین نے اپنے الزام کی بنیاد رکھی ہے یہ شعر حضورؑ کی کتاب اعجاز احمدی کے صلے پر درج ہے اور وہ یہ ہے۔

له خسف القمر المنير وان لی عسا القمران المشرقان اَتنکر

اُس کے لئے یعنی حضرت نبی کریم صلعم کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے روشن چاند اور سورج دونوں تاریک ہوئے کیا تو انکار کرے گا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس شعر کے حقیقی مفہوم کو مخالفین نے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی یہ شعر تو برعکس ان کے خیال کے ایک طرف تو حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ اور آنحضور صلعم کی روحانی تاثیروں کے کمال پر دلالت کر رہا ہے اور دوسری طرف آنحضرت صلعم کی کشفی نگاہ کی گہرائی اور اس کی صحت کے کمال پر بھی دلالت کر رہا ہے لیکن اس کا حقیقی مفہوم بیان کرنے سے قبل اس شعر کے قبل کے چند اشعار نقل کر دینا بھی ضروری ہے کیونکہ یہ اشعار حضرت نبی کریم صلعم کے مقام کے مقابلہ میں حضورؑ نے جو اپنا مقام بیان کیا ہے اس پر بھی مکمل روشنی ڈالتے ہیں صلے پر فرماتے ہیں۔

۱۔ وانی ورثت المال مال محمد	وما انا الا آله المتخیر
میں محمد صلعم کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں	بس میں آپ کی آل برگزیدہ ہوں جس کو ورثہ پہنچ گیا
۲۔ وکیف ورثت ولست من ابنائہ	ففکر وھل فی حزبکم متفکر
اور میں کسطرح آنحضور صلعم کا وارث بنایا جا سکتا ہوں۔	جبکہ میں آپ کے ابناء میں سے نہیں ہوں

پس اے مخالف غور کر کیا تمہاری جماعت میں کوئی غور کرنے والا نہیں۔

۳۔ أتزعم ان رسولنا سید الوری۔ علے زعم شانئہ توفی ابتر

کیا تو خیال کرتا ہے کہ ہمارے رسول مقبول صلعم نے جو تمام مخلوق کے سردار ہیں بے اولاد ہی وفات پائی جیسا کہ آنحضور صلعم کا دشمن خیال کرتا ہے۔

۴۔ فلا والذی خلق السماء لاجلہ۔ لہ مثلنا وُلدٌ الی یوم یحشر

پس ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آسمان کو (مراد کل کائنات کو) آنحضور صلعم کی خاطر ہی پیدا کیا کہ آنحضرت صلعم کے لئے قیامت تک ہمارے جیسے بیٹے پیدا ہوتے رہیں گے۔

۵۔ وانّا ورثنا مثل وُلدٍ متاعہ فای ثبوت بعد ذالک یحضر

اور ہم نے آنحضور صلعم کی اولاد ہونے کی حیثیت سے آنحضور صلعم کی متاع کی وراثت پائی ہے اس سے بڑھ کر آنحضور صلعم کی سچائی اور ہمارے بیٹے ہونے کا اور کیا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے۔

۶۔ لہ خُسِفَ القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان أتنکر

حضرت نبی کریم صلعم کے لئے روشن چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے روشن سورج اور چاند تاریک ہوئے کیا تو اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے

ماسبق کے لحاظ سے اس کے معنی:۔ ماسبق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس شعر کے معنی یہ ہوئے کہ سورج اور چاند کے گرہن کا نشان بھی حضورؑ نے حضرت نبی کریم صلعم سے ہی آنحضرت صلعم کے بیٹا ہونے کی حیثیت سے ورثہ میں ہی پایا تھا نہ کہ مستقل حیثیت سے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کی مسیح موعود و مہدی معہود کی حیثیت مستقل ہوتی تو بے شک بڑھ کر ہونے کا خیال پیدا

ہو سکتا تھا لیکن یہاں تو حضورؑ کی حیثیت آنحضرت صلعم کے بیٹا ہونے کی ہے اور بیٹا بھی روحانی حیثیت کی بنا پر کیونکہ تمام مؤمنین آنحضرت صلعم کے روحانی بیٹے ہی ہیں اور آنحضور صلعم سب مؤمنین کے روحانی باپ ہیں اسی لئے حضورؑ نے فرمایا کہ میں نے جو روحانی کمالات حاصل کئے ہیں وہ آنحضرت صلعم کے روحانی بیٹا ہونے کی حیثیت سے حاصل کئے ہیں پس یہ کمال بھی کہ میرے دعویٰ مہدویت کی سچائی کے لئے خدا نے آسمان پر دو نشان ظاہر کئے ہیں حضرت نبی کریمؐ سے ہی ورثہ میں پایا ہے۔

اس کی تفصیل اور حضرت نبی کریم صلعم کی بشارت:۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی امت کو ایسے وقت میں جبکہ چاروں طرف گمراہی پھیلی ہوئی ہوگی اور حقیقی اسلام زمین سے اٹھ کر آسمان پر چلا گیا ہوگا اور زمین پر ایمان محض نام ہی رہ جائے گا اور اسلام صرف چند رسوم سے عبادت ہوگا۔ یہ بشارت دی تھی کہ امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جو از سر نو دلوں میں ایمان کو تازہ کرے گا اور اسلام کو حقیقی رنگ عطا کرے گا اور اس کے چہرہ کو درخشاں کر کے دکھلاوے گا آنحضور صلعم نے اپنے اس امتی کا نام مہدی رکھا اور اس لقب میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وہ کامل ہدایت یافتہ ہوگا اور امت کو ہدایت کی کہ اگر تم کو برف پر گھٹنوں کے بل چل کر بھی جانا پڑے تو اس کے پاس پہنچو اور اس سے دولت ایمان کو حاصل کرو اور اسلام کی حقیقت اور اس کے ثمرات سے مالا مال ہو جاؤ۔

تمام گذشتہ زمانوں کا تجربہ ہمیں بتلاتا ہے کہ جب کسی قوم میں اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے وقت اس کی اصلاح کے لئے کسی نبی۔ رسول یا مامور کو بھیجا تو لوگوں نے انکار اور استہزا سے ہی کام لیا اس لئے ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس قسم کے ردِّ عمل

سے محفوظ رکھنے کے لئے منجملہ اور علامات کے اپنے پاس تیار کردہ مہدی کے دعویٰ کی سچائی پر ایمان پیدا کرانے کے لئے دو ایسی علامتیں بیان کردیں کہ جن کو وجود میں لانا انسانی دسترس سے بالکل باہر تھا ان دو علامتوں کو جن الفاظ میں بیان کیا وہ حسب ذیل ہیں:۔ "ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ"۔ یعنی یقیناً یقیناً ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ پیشتر اس کے کہ میں ان دو نشانوں کا ذکر کروں قارئین کرام کو آنحضرت صلعم کے الفاظ لمھدینا پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

ہمارے مہدی کے معنے:۔ آنحضرت صلعم امت کو جس مہدی کے ظہور کی بشارت دے رہے ہیں اُسے اپنے مہدی کے لفظ سے پکارتے ہیں جس کے معنی روحانی لغت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ہوں گے کہ امت میں میرا وہ روحانی بیٹا جس نے میری کنار عاطفت میں پرورش پائی اور جسے میں نے اپنی قوت قدسیہ کی روحانی تاثیروں سے ہدایت کے نور کی طرف کھینچا اور اپنے اس فرض کی تکمیل میں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے قیامت تک آنے والے طالبان ہدایت کو ہدایت کے نور سے منور کرنے کا سونپا ہوا ہے اسکو کامل ہدایت یافتہ بنا دیا اس کے متعلق خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ یہ میرا تیار کردہ مہدی (یعنی کامل ہدایت یافتہ بیٹا) جب لوگوں کو اصل اسلام کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے اور حقیقی ایمان کی دولت سے مالا مال کرنے کے لئے ظاہر ہوگا تو لوگوں کو اس کی شناخت میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے میں نے دو ایسے نشان مقرر کر دئے ہیں جو اس کی شناخت کے لئے بڑے ممد ثابت ہوں گے۔

انکار اور اس کی بناء:۔ پس حضرت نبی کریم صلعم کی مندرجہ بالا پیشگوئی کے مطابق آنحضور صلعم کا یہ تیار کردہ مہدی اعظم جو ولایت عظمیٰ کی نعمت سے مالا مال کیا گیا ہمارے زمانہ میں ظاہر ہوا تو

لوگوں نے عام طور پر اسے مہدی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا انکار کی بناء کسی حقیقت پر مبنی نہ تھی بلکہ محض خیالی اور غلط قیاسات اور بعض ذہنوں میں غلط طور پر راسخ شدہ عقائد پر مبنی تھی پس جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو انکار کی طرف مائل دیکھا تو آسمان پر وہ دو نشان ظاہر کر دیئے جن کو دکھلانے کا اس کی صداقت پر یقین دلانے کے لئے اپنے نبی پاک صلعم کی زبان مبارک پر وعدہ کیا ہوا تھا۔

نشان بے دعوے کے بعد کب ظاہر ہوئے نشانوں کی تفصیل:چنانچہ

۱۳۰۸ھ میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا اور ادھر ۱۳۱۱ھ میں حسب پیشگوئی نبی کریم صلعم اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ دو نشان آسمان پر ظاہر ہو گئے ان دو نشانوں کی تفصیل حضرت نبی کریم صلعم نے یہ بتلائی تھی کہ رمضان کے مہینہ میں چاند کو گرہن لگنے کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی تیرھویں رات کو گرہن لگے گا کیونکہ چاند کو گرہن لگنے کی راتوں میں سے پہلی رات یہی ہے اور اسی رمضان میں سورج کو گرہن لگنے کی راتوں میں سے درمیانی رات کو گرہن لگے گا اور وہ اٹھائیسویں رات ہے حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث میں یہی ذکر تھا کہ اس نوع کا گرہن دو دفعہ وقوع میں آئے گا چنانچہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے بعد ایک دفعہ تو ہندوستان میں انہی تاریخوں میں یہ نشان ظاہر ہوا اور دوسری دفعہ امریکہ میں اس کا ظہور ہوا۔

"تا حضرت نبی کریم صلعم کے خاتم النبیین ہونے کی صداقت کے متعلق جس کو قبول کرنے کی طرف رسول اکرم صلعم کا مہدی اعظم لوگوں کو دعوت دے رہا تھا دنیا پر حجت قائم ہو جائے اور انہیں انکار کی گنجائش نہ رہے چنانچہ ایک دفعہ اہل مشرق پر حجت قائم کر دی اور دوسری دفعہ اہل مغرب پر حجت قائم کر دی باقی صداقت کو قبول کرنا یا نہ کرنا انسان کا اپنا کام ہے اللہ تعالیٰ منوانے کے لئے

دلائل اور نشان تو پیش کر دیتا ہے لیکن منوانے کے لئے جبر سے کام نہیں لیتا۔

لی کا مفہوم :۔ پس سیدنا حضرت مرزا صاحب (مہدی معہود) نے جو یہ فرمایا ان لی خسا القمران المشرقان اتنکر اس میں لی کے لفظ سے حضور کی یہی مراد ہے کہ میرے دعوی مہدویت کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے یہ دو نشان دکھلائے گئے ہیں

له کا مفہوم :۔ یہ ٹھیک اسی طرح سے ہے جس طرح له خسف القمر میں لفظ له سے حضرت نبی کریم صلعم کے دعوہ نبوت کی صداقت کو ثابت کرنا مراد ہے دونوں جگہ لی کو اسی غرض کے لئے استعمال کیا گیا۔

شعر میں اصل تعریف کس کی ہے :۔ میں حیران ہوں کہ ہمارے مخالفین کسی بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنے کی بجائے محض مخالفت کے جوش میں اعتراض کی طرف راغب ہو جاتے ہیں اگر وہ غور سے کام لیتے تو انہیں نظر آجاتا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب ؑ (مہدی معہود) کے اس شعر میں جسے انہوں نے بناء اعتراض بنایا ہے اصل تعریف تو حضرت نبی کریم صلعم کی کی گئی ہے اور اصل مقام بلند تو آنحضور صلعم کا ہی بتلایا گیا ہے کیونکہ اس شعر میں جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس میں تو حضور ؑ کا مہدویت کے مقام پر پہنچنا آنحضور صلعم کی قوت قدسیہ کے کمال کا نتیجہ بتلایا گیا ہے اور وہ دو نشان جو سیدنا مہدی معہود کے متعلق نبی کریم صلعم کی صداقت پر یقین دلانے کے لئے بتلائے گئے ہیں وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کے ہی بتلائے ہوئے ہیں اس سے بھی حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت ہی ثابت ہوتی ہے یاد رکھیں کہ ولی کی کرامت نبی متبوع کا معجزہ ہوتی ہے پس اگر یہ دو نشان حضرت مرزا صاحب کے ولی ہونے کی وجہ سے بطور کرامت کے ہیں تو یہ دونوں نشان درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کے ہی معجزہ ہیں پس اگر ان دو نشانوں سے سیدنا حضرت مرزا صاحب کا مقرب الہی ہونا ثابت ہوتا ہے تو آپ اپنی مندرجہ ذیل تحریروں کا ہی مصداق بنتے ہیں۔

"دراصل تو یہ ہے کہ خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپکا فیض ایک مظہر پیدا کر کے اپنی گواہی

آپ دلاتا ہے اور دلی کو مفت کا نام حاصل ہوتا ہے سو درحقیقت جو مصدق ہے وہ آپ سے زینت پاتا ہے آپ اس سے زینت نہیں پاتے ۔ للہ درّ القائل ۔

ہمہ خوباں عالم را بہ زیور ہا بیارانید تو سیمین تن چناں خوبی کہ زیورہا بیارائی"

ناقابل انکار حقیقت :- اب کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کے فیض نے ہمائے اس زمانہ میں جبکہ گمراہی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی اور حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہورہی تھی اور مؤثر دفاع کرنے والا کوئی نہ تھا سیدنا حضرت مرزا صاحب کو بطور اپنے مظہر کے تیار کیا تھا تا انکے ذریعہ آنحضور صلعم کی نبوت کی صداقت دنیا پر ظاہر ہو اور لوگوں پر ثابت ہو جائے کہ ہر تاریکی کے زمانہ میں آنحضور صلعم کا نور نبوت ہی اس تاریکی کو دور کر سکتا ہے اور دنیا میں روشنی کو پھیلانے کے لئے صرف وہی اکیلا روشنی کا مینار ثابت ہو سکتا ہے اور یہی ایک بات آنحضور صلعم کو خاتم النبیین ثابت کرتی ہے اور اس یقین سے دلوں کو بھر دیتی ہے کہ فی الحقیقت صرف آنحضور صلعم کی نبوت کا نور ہی متعدی نور ہے جو دلوں کو منور کر سکتا ہے باقی تمام انبیاء علیہم السلام اب اس کام کو سرانجام نہیں دے سکتے پس سیدنا حضرت مرزا صاحب بحیثیت مہدی ہونے کے آنحضرت صلعم کے مظہر اتم تھے

دوسری ناقابل انکار حقیقت :- اور دوسری حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی نے پورا ہو کر آپ کو زینت بخشی ہے اور یہ زینت ہی لوگوں سے آپ کے دعوی مہدویت کو منوانے میں ممد ثابت ہوئی ہے ۔

ایسے نشانوں کی غرض :- یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس قسم کے نشان کسی اہم واقعہ اور کسی اہم حقیقت کی نشاندہی کے لئے دکھلائے جاتے ہیں ۔ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں تو کوئی ہستی ایسی نہ تھی جو اکیلی سارے روحانی عالم کے لئے بطور سورج کے ہوتی سارے روحانی عالم کے لئے تو آنحضرت صلعم خود آپ ہی کامل سورج تھے اس لئے سورج گرہن کا نشان آپکے زمانہ کے لئے موزوں نہ تھا چاند کے

کسوف کا نشان اس زمانہ میں صرف اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے تھا کہ قریش کی موجودہ حکومت جس کی بنیاد بت پرستی پر تھی پاش پاش کردی جائے گی کیونکہ ان کی حکومت کا نشان چاند ہی تھا جس طرح ظاہری چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے اسی طرح ان کی حکومت کا چاند بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور بت پرستی کی بجائے توحید کی حکومت اس قطعہ زمین پر مستحکم طور پر قائم ہو جائے گی پس اس زمانہ میں سورج کے گرہن کا نشان دکھلانا بے ضرورت تھا اور خدا کے نشان ضرورت زمانہ کے مطابق ہی نازل ہوتے ہیں اس سے حضرت نبی کریم صلعم کی شان پر نہ تو قطعاً مجروح نہیں ہوتی اور نہ ہی آپکے مہدی کے لئے چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگنا مہدی کی شان کو برتر ثابت کرتا ہے کیونکہ مہدی تو آپ کا ہی غلام ہے اور یہ دونوں نشان بھی آنحضور صلعم کے ہی تبلائے ہوئے نشان ہیں اگر حدیث نبوی نے ان دو نشانوں کے اجتماع کی نشاندہی کی ہے تو قرآن شریف نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ سورۃ القیامۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وخسف القمر وجُمع الشمس والقمر یعنی اب تو صرف قمر کا خسوف ہوا ہے لیکن ایک زمانہ آنے والا ہے کہ سورج اور چاند دونوں کو اس خسوف میں جمع کر دیا جائے گا اور اس وقت انسانوں کے لئے خدا کے رسول محمد صلعم پر ایمان لانے کے بغیر کوئی مفر نہیں ہو گا کیونکہ اہل مشرق اور اہل مغرب دونوں پر اتمام حجت ہو جائے گا اس وقت نجات صرف اسلام کے پیش کردہ حقیقی خدا سے تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں[۳] دنیا اس وقت تک مختلف انواع کے عذابوں میں گرفتار چلی آرہی ہے اور گرفتار ہی چلی جائے گی جب تک اسلام کی آغوش میں وہ اپنے آپ کو نہیں ڈالے گی۔

اسے گرھن کی دوسری غرض:۔ اس زمانہ میں سورج اور چاند کو ایک ہی مہینہ میں مقررہ تاریخوں میں گرہن زدہ کرنے میں اس امر کی طرف بھی اشارہ کرنا مقصود تھا کہ اس زمانہ میں روحانی عالم کا حقیقی اور اکیلا سورج یعنی حضرت نبی کریم صلعم کے روشن چہرہ پر اذا الشمس کورت کے ماتحت اعتراضات کا پردہ ڈال کر اسے لوگوں سے اوجھل کر دیا جائے گا اور مہدی ظاہر ہو کر اس پردہ کو اٹھا دے گا اور دنیا پر وہ روشن چہرہ اپنی پوری آب و تاب سے پھر چمکنے لگ پڑے گا اسی طرح چاند کا گرہن اس بات کی طرف

[۳] ہم بھی کچھ حصہ اس عظیم الشان نشان الٰہی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں

اشارہ کر رہا ہوگا کہ واذا النجوم انکدرت کے ماتحت حضرت نبی کریم صلعم کے حقیقی متبعین کی روشنی بھی مدہم پڑ جائے گی اس کو بھی اس مہدی کے ذریعہ ہی نمایاں کیا جائے گا چنانچہ اس حقیقت کا کوئی انصاف پسند انکار نہیں کرسکتا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ یہ دونوں کام بخوبی سرانجام پا گئے۔

امتی کا کام متبوع نبی کا ہی کام ہوتا ہے۔ ہمارے مخالفین نے اس قسم کا اعتراض کرتے وقت یہ بھی نہ سوچا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے امتیوں کے کام اگر بظاہر خود حضرت نبی کریم صلعم کے کاموں سے بڑھ بھی جائیں تو بھی امر حضرت نبی کریم صلعم کی شان کو کم کرنے کی بجائے اس کی عظمت کو بڑھانے کا ہی موجب ہوتا ہے کیونکہ وہ سب کام حقیقت میں حضرت نبی کریم صلعم کی طرف ہی منسوب ہوتے ہیں کیونکہ امتی کو جو قوت ملتی ہے وہ حضرت نبی کریم صلعم کی قوت سے ہی بطور ایک حصّہ کے مستعار ملتی ہے وہ قوت امتی کی اپنی نہیں ہوتی بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ کا ہی درحقیقت ایک حصہ ہوتی ہے اب اس حقیقت کا کیا انکار ہوسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام کو جو فتوحات حاصل ہوئیں وہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کی فتوحات سے کہیں بڑھ کر تھیں تو کیا اس سے حضرت عمرؓ کی حضرت نبی کریم صلعم پر نعوذ باللہ فضیلت ثابت ہوگی کون مسلمان نہیں جانتا کہ کشف میں کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کی چابیاں تو حضرت نبی کریم صلعم کے ہاتھ میں دے گئی تھیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ چابیاں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ان کے ہاتھ آئیں تو کیا کہا جائے گا کہ کشف غلط نکلا ایسی بات منہ سے ہی نکالے گا جس کو روحانی عالم کے حالات سے قطعاً کسی قسم کی آگاہی نہ ہو اسی طرح قرآن کریم کی آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے متعلق عام طور پر مفسرین کا یہی خیال ہے کہ غلبہ کی یہ پیشگوئی مسیح کے ہاتھ سے پوری ہوگی اور ہمارے مخالفین مسیح سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام مراد لیتے ہیں اگر اسلام کا غلبہ مسیح ناصری کے ذریعہ سے ہوتا ہے تو اس میں تو حضرت نبی کریم صلعم کی جس قدر

توہین ہے اس کو تو تصور میں لا کر بھی دل کانپتا ہے کیونکہ حضرت مسیح ناصریؑ تو اپنی مستقل قوت قدسیہ رکھتے ہیں اور ان کا نور باطنی تو ان کا اپنا مستقل نور ہے ان کی قوت قدسیہ تو نہ حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ سے مستعار ہے اور نہ ان کا نور حضرت نبی کریم صلعم کے نور کا حصہ ہے وہ تو جو انقلاب دنیا میں لائیں گے اپنی مستقل قوت سے لائیں گے حضرت نبی کریم صلعم کا اس میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ اس لئے ان کا کام حضرت نبی کریم صلعم کی طرف کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے اسی طرح دجال کا فتنہ جو شروع دنیا سے لے کر قیامت تک اپنی نظیر نہیں رکھتا بلکہ سب فتنوں سے بڑا فتنہ ہوگا اس کو بھی اگر حضرت مسیح ناصریؑ نے ہی آکر فرو کرنا ہے تو اس میں بھی حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ کا کوئی دخل نہیں ہوگا تو گویا اس سے لازم نہیں آتا کہ حضرت مسیح ناصریؑ کی شان حضرت نبی کریم صلعم کی شان سے نعوذ باللہ بڑھ کر ہوگی لیکن اگر یہ دونوں کام حضرت نبی کریم صلعم کے کسی امتی کے ذریعہ سرانجام پائیں جس نے حضرت نبی کریم کے فیض نبوت سے مستفیض ہو کر ان دونوں کاموں کو سرانجام دینے کی قوت پائی ہو تو امتی کے یہ دونوں کام تو لا محالہ حضرت نبی کریم صلعم کی طرف ہی منسوب ہوں گے اور اس سے حضرت نبی کریم صلعم کی شان نبوت تمام انبیاء علیہم السلام کی شان سے یقیناً بالا ثابت ہو گی۔ اب حضرت نبی کریم صلعم کے ایک امتی سیدنا حضرت مرزا صاحب نے بحیثیت مسیح موعود ۱۸۹۶ء کے جلسہ مذاہب اعظم میں جو لاہور میں منعقد ہوا اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر کے دکھلا دیا جس سے حضرت نبی کریم صلعم کا رسول برحق ہونا اور خاتم النبیین ہونا الشمس فی نصف النہار کی طرح ثابت ہو گیا۔ اسی طرح دجالی فتنہ جو عیسائی فتنہ کی شکل میں ظاہر ہوا اس کا قلع قمع کر کے بھی حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت کے ساتھ حضور نے اپنا مسیح موعود ہونا بھی ثابت کر دیا ٹھیک اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے دو نشانوں کا ظاہر ہونا حضرت نبی کریم صلعم کی شان کو گھٹاتا نہیں بلکہ بڑھاتا ہی ہے کیونکہ اس سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشگوئی ہی پوری ہوتی ہے کاش

ہمارے مخالفین اس پر غور کریں اور اعتراض کرنے کی بجائے اس سچائی کو قبول کرکے آئندہ کے لئے اعتراض کرنے سے باز آجائیں اللہ تعالےٰ ہی ان کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

حمد باری تعالےٰ

از مسیح موعودؑ

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشان اُس میں جمال یار کا

اُس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تری گلزار کا

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جان گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خون نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا